محمد وسیم اختر مفتی

زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

[''سیر وسوانح'' کا یہ کالم مختلف اصحاب فکر کی نگارشات کے لیے مختص ہے۔ اس میں شائع ہونے والے مضامین سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

حضرت زید بن حارثہ بنو کلب سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے دادا کا نام شراحیل (یا شرحبیل) اور پڑدادا کا عبد العزی تھا۔ اپنے اٹھارویں جد کلب بن وبرہ کی نسبت سے کلبی اور چوبیسویں جد قضاعہ کی نسبت سے قضاعی کہلاتے ہیں۔ زید قریش میں سے نہ تھے، حضرت نوح علیہ السلام کے پوتے ارفخشذ (ارفکشاد) کے پڑپوتے قحطان (یا یقطان) بن عابر (یا عامر) ان کے مورث اعلیٰ تھے۔ عابر معلوم تاریخ کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سینتیسویں جد تھے۔ زید کی والدہ سُعدی بنت ثعلبہ کا تعلق بنو طے کی شاخ بنو معن سے تھا، مستدرک حاکم کی روایت (۴۹۴۶) کے مطابق جبلہ، اسما اور زید کی ولادت کے بعد وہ چل بسیں۔

حضرت زید آٹھ برس کے تھے کہ ان کی والدہ سُعدی انھیں لے کر اپنے قبیلے والوں سے ملنے گئیں۔ ان کے قیام کے دوران میں قبیلۂ بنو قین بن جسر نے بنو معن کے گھروں میں لوٹ مار کی۔ غارت گر نو عمر زید کو اٹھا کر لے گئے اور بازار عکاظ (یا مکہ کے بازار حُباشہ) میں فروخت کے لیے پیش کر دیا جہاں سے حکیم بن حزام نے چار سو درہم دے کر انھیں اپنی پھوپھی خدیجہ بنت خویلد کے لیے خرید لیا۔ سیدہ خدیجہ کی شادی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو گئی تو انھوں نے کوئی اور تحفہ دینے کے بجائے اپنا غلام زید آپ کو ہبہ کر دیا۔ ابن ہشام کی روایت کے مطابق سیدہ خدیجہ نے حکیم بن حزام کے خریدے ہوئے غلاموں میں سے زید کو خود چنا اور انھیں شادی کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ خدیجہ سے خود مانگا۔

ادھر زید کے والد نے اپنے بیٹے کو ہر جگہ ڈھونڈا اور ہر قافلے سے اس کا پتا پوچھا، نہ ملا تو اسے یاد کرتے اور رقت و سوز سے یہ شعر پڑھتے،

بکیت علی زید و لم ادر ما فعل　　احی فیرجی ام دونہ الاجل

(میں زید کو یاد کر کر کے رویا، مجھے نہیں معلوم وہ کیسا ہے؟ زندہ ہے یا اسے موت در پیش آ گئی ہے؟)

وان ھبت الارواح ھیجن ذکرہ　　فیاطول ماحزنی علیہ ویاوجل

(اگر ہوائیں چلتی ہیں تو اس کی یاد افزوں کر دیتی ہیں، ہائے! اس کا غم مجھ پر کتنا طویل ہو گیا ہے اور اس کی سلامتی کا خوف کتنا زیادہ ہو گیا ہے)

آخر کار بنو کلب کے افراد حج جاہلیت کرنے مکہ آئے تو زید کو دیکھا اور پہچان لیا۔ زید نے کچھ اشعار پڑھے اور کہا، میرے گھر والوں کو بھی سنا دینا، ان میں سے دو یہ تھے۔

احن الی قومی و ان کنت نائیا　　بانی قطین البیت عند المشاعر

(میں اپنی قوم سے ملنے کا بہت مشتاق ہوں، اگرچہ دور ہوں کہ حرم بیت اللہ میں مقامات حج کے قریب رہتا ہوں)

فانی بحمد اللّٰہ فی خیر اسرۃ　　کرام معدّ کابراً بعد کابر

(میں الحمد للہ بہترین کنبے میں زندگی گزار رہا ہوں، معد بن عدنان کے شرفا میں رہتا ہوں جن میں ایک کے بعد دوسرا سردار ہوتا آیا ہے)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

زید کے قبیلے والوں نے واپس جا کر ان کے والد کو ان کا مقام پتا بتایا تو وہ اور زید کے چچا کعب انھیں فدیہ دے کر چھڑانے کے لیے مکہ آئے۔ ابھی وادئ غیر ذی زرع میں اسلام کی آمد نہ ہوئی تھی اور زید نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہتے تھے۔ ان کے والد اور چچا بیت اللہ میں آپ سے ملے اور کہا، اے ابن عبد المطلب! اے ابن ہاشم! سردار قوم کے بیٹے! آپ حرم الٰہی کے رہنے والے ہیں، غلاموں اور قیدیوں کو آزاد کراتے ہیں، بھوکوں کو کھانا کھلاتے ہیں اور مصیبت کے ماروں کی مدد کرتے ہیں۔ ہم اپنے بیٹے کے لیے آئے ہیں جو آپ کے پاس ہے۔ ہمارے ساتھ نیکی کریں، اس کا فدیہ لے کر احسان کریں، اپنی فریاد ہم آپ ہی سے کرتے ہیں۔ کون ہے وہ؟ آپ نے دریافت فرمایا۔ انھوں نے بتایا، زید بن حارثہ۔ فرمایا، میں تمھیں فدیے سے بھی بہتر حل بتا دیتا ہوں، زید کو بلا لو اور اسے اختیار (choice) دے دو۔ اگر تمھارے ساتھ جانا چاہے تو بغیر کسی فدیے کے تمھارا ہے اور اگر میرے ساتھ رہنا پسند کرے تو اللہ کی قسم! میں اس شخص کے بدلے میں جو مجھے چنے کوئی فدیہ لینا پسند نہ کروں گا۔ حارثہ اور کعب نے کہا،

آپ نے خوب انصاف کیا ہے۔ پھر آپ نے زید کو بلایا اور پوچھا، انھیں جانتے ہو؟ انھوں نے جواب دیا، جی ہاں! یہ میرے والد اور چچا ہیں۔ آپ نے فرمایا، تم مجھے جان گئے ہو اور میرے ساتھ رہ کر دیکھ لیا ہے، میرا یا ان دونوں کا انتخاب کر لو۔ زید نے کہا، میں آپ پر کسی کو ہرگز ترجیح نہ دوں گا۔ آپ میرے باپ اور چچا کی جگہ پر ہیں۔ دونوں نے ملامت کی، زید! تیرا ناس ہو، تو نے غلامی کو آزادی اور اپنے باپ چچا اور گھر والوں پر ترجیح دے دی۔ جواب تھا، ہاں، میں نے اس شخص سے ایسا سلوک پایا ہے کہ میں کسی کو بھی اس پر ترجیح نہیں دے سکتا۔ زید کا جواب سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اپنا لے پالک بنا لیا پھر قریش کے تمام حلقوں اور ان کی مجلسوں میں (دوسری روایت: حجر اسود کے پاس) لے گئے اور اعلان فرمایا، گواہ رہو! زید میرا بیٹا ہے، وہ میرا وارث ہو گا اور میں اس کا وارث بنوں گا۔ زید کے والد اور چچا مطمئن ہو گئے اور خوشی خوشی واپس چلے گئے۔ تب زید کو زید بن محمد کہا جانے لگا تا آنکہ دین اسلام کا ظہور ہوا۔ ان کا نام زید آپ ہی کا تجویز کردہ تھا، قریش کے جد قصی کا اصل نام زید تھا اسی لیے قریش اس نام کو بہت پسند کرتے تھے۔ عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں، سورۂ احزاب کی ان آیات کے اترنے سے پہلے ہم زید بن حارثہ کو زید بن محمد ہی کہا کرتے تھے:

وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَآءَ كُمْ أَبْنَاءَ كُمْ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُم بِأَفْوَاهِكُمْ. (آیت ۴)

''اللہ نے تمھارے منہ بولے بیٹوں کو تمھارے (حقیقی) بیٹوں جیسا نہیں بنا دیا۔ یہ تو تمھارے مونھوں سے بنائی ہوئی باتیں ہیں''

ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِندَ اللَّهِ فَإِن لَّمْ تَعْلَمُوا آبَاءَ هُمْ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ. (آیت: ۵)

''انھیں ان کے (حقیقی) باپوں کے نام سے پکارو، یہی اللہ کے ہاں زیادہ قرین انصاف ہے۔ اور اگر تمھیں ان کے آبا کا علم ہی نہ ہو تو تمھارے دینی بھائی اور تعلق دار ہیں۔''

(بخاری: ۴۷۸۲، مسلم: ۶۳۴۲)

زید گھر کے علاوہ تجارتی و کاروباری معاملات میں بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ بٹاتے۔

ام ایمن جن کا اصل نام برکت تھا، جنگ فیل میں قید ہونے والے اہل حبشہ میں سے تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو والد کی طرف سے وراثت میں ملی تھیں اور انھوں نے آپ کی پرورش بھی کی تھی۔ پہلے خاوند عبید بن زید سے پیدا ہونے والے بیٹے ایمن کے نام سے ام ایمن کنیت کی جو زیادہ مشہور ہو گئی۔ سیدہ خدیجہ سے شادی کے بعد آپ نے ان کو آزاد کر دیا اور اپنے غلام زید بن حارثہ سے ان کا بیاہ کیا۔ انھی سے اسامہ بن زید پیدا ہوئے۔ ام ظبا ان کی

www.javedahmadghamidi.org www.al-mawrid.org

دوسری کنیت ہے۔۴ھ میں نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پھوپھی امیمہ بنت عبدالمطلب کی دختر زینب بنت جحش اسدیہ سے زید کی شادی کی۔ یہی زینب تھیں جو بعد میں آپ کے عقد میں آئیں۔ زینب کو طلاق دینے کے بعد ام کلثوم سے زید کی شادی ہوئی۔ عقبہ بن ابومعیط کی یہ بیٹی ہجرت کر مدینہ آئیں تو زبیر بن عوام، زید بن حارثہ، عبدالرحمان بن عوف اور عمرو بن عاص نے انھیں شادی کا پیغام بھیجا۔ انھوں نے اپنے ماں جایے عثمان بن عفان سے صلاح لی تو انھوں نے نبیٔ اکرم سے رجوع کرنے کو کہا۔ وہ آپ کے پاس آئیں تو آپ نے زید بن حارثہ کا مشورہ دیا۔ ام کلثوم بن عقبہ سے زید بن زید اور رقیہ کی ولادت ہوئی، یہ دونوں بچپن میں فوت ہو گئے۔ ام کلثوم کو طلاق دینے کے بعد زید نے ابولہب بن عبدالمطلب کی بیٹی درہ سے شادی کی۔ ان کو بھی طلاق دے دی تو زبیر بن عوام کی بہن ہند سے نکاح کیا۔

زید بن حارثہ بیان کرتے ہیں، زمانۂ جاہلیت میں بیت اللہ کے پاس تانبے کا بنا ہوا ایک بت پڑا ہوتا تھا جس کا نام اساف (یا نائلہ) تھا۔ مشرکین طواف کے وقت اسے چھوتے تھے۔ ایک بار میں نے آپ کے ساتھ طواف کیا تو (برکت سمجھ) کر اسے چھو لیا۔ آپ نے منع فرمایا کہ اسے نہ چھوؤ۔ زید کہتے ہیں، اگلی بار میں نے طواف کیا تو بھی آپ ساتھ تھے۔ میں نے سوچا، میں اسے (آج بھی) چھوؤں گا، دیکھوں تو کیا ہوتا ہے؟ آپ نے دیکھا تو فوراً ڈانٹا، تمھیں منع نہ کیا گیا تھا؟ زید مزید کہتے ہیں، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو عزت بخشی اور آپ پر کتاب نازل کی! آپ نے کبھی کسی بت کو نہ چھوا تھا۔

بعثت سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دور جاہلیت کے موحد زید بن عمرو بن نفیل سے مکہ کی وادیٔ بلدح (یا بالائی مکہ) میں ملاقات ہوئی۔ آپ اور زید بن حارثہ ایک ہی دستر خوان پر بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ آپ نے زید سے پوچھا، قوم آپ کو برا کیوں سمجھتی ہے؟ انھوں نے کہا، میری طرف سے ان کے ساتھ اس کے سوا کوئی زیادتی نہیں ہوئی کہ میں انھیں گمراہ سمجھتا ہوں۔ میں یثرب، ایلہ اور شام کے احبار سے ملا ہوں اور سب کو شرک میں ملوث پایا ہے۔ الجزیرہ کے ایک عیسائی عالم نے کہا، تو جس دین کو ڈھونڈ رہا ہے وہ تمھارے ہی شہر میں ایک نبی لے کر مبعوث ہو گا لیکن مجھے ابھی تک اس کے آثار نہیں ملے۔ زید کی وفات کے بعد آپ پر وحی نازل ہونا شروع ہوئی تو آپ نے زید بن حارثہ سے کہا، روز قیامت زید بن عمرو اکیلے ہی ایک امت کی حیثیت سے اٹھائے جائیں گے۔

زید کا شمار السابقون الاولون میں ہوتا ہے۔ غلاموں میں سے سب سے پہلے انھوں نے اسلام قبول کیا۔ مشہور ہے کہ وہ سیدہ خدیجہ اور حضرت ابوبکر کے بعد ایمان لائے تاہم، زہری، سلیمان بن یسار، عروہ بن زبیر اور سلمہ نے زید کو مسلم اول قرار دیا ہے۔ ابن اسحاق اور ابن ہشام کی بیان کردہ ترتیب یوں ہے، سب سے پہلے سیدہ خدیجہ ایمان

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

لائیں۔ جبریل علیہ السلام نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز سکھائی تو آپ اور خدیجہ چھپ کر نماز ادا کرتے۔ سیدنا علی آپ کی پرورش میں تھے، ایک دن گزرا تھا کہ انھوں نے دونوں کو نماز پڑھتے دیکھ لیا۔ دین حق کی حقیقت معلوم ہونے کے بعد وہ بھی مسلمان ہو گئے۔ زید بن حارثہ آپ کے آزاد کردہ تھے، آپ کے قریب ہونے کی وجہ سے انھیں بھی سبقت الی الاسلام کا شرف حاصل ہو گیا۔ حضرت ابوبکر کو آپ نے خود اسلام کی دعوت دی تو وہ بلا تردد ایمان لے آئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح سویرے کعبہ جاتے اور چاشت کی نماز ادا فرماتے۔ اس وقت تو قریش کی طرف سے کوئی خدشہ نہ ہوتا لیکن جب آپ کوئی دوسری نماز پڑھتے تو علی اور زید آپ کی حفاظت کرتے۔

ابوطالب کی زندگی میں قریش مکہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی جسمانی تکلیف نہ پہنچائی لیکن ان کی وفات کے بعد ایک بدبخت نے آپ کے سر پر مٹی ڈال دی، دوسرے نے نماز پڑھتے ہوئے آپ پر بکری کی کوکھ پھینک دی۔ تب آپ زید بن حارثہ کو لے کر بنوثقیف سے مدد مانگنے گئے لیکن انھوں نے الٹا دیوانوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا۔ مشرکین کی ایذا رسانیاں بڑھ گئیں تو اہل ایمان کو مدینہ ہجرت کرنے کا اذن عام مل گیا۔ زید بن حارثہ اور ان کی اہلیہ ام ایمن بھی مہاجرین میں شامل تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوایوب انصاری کے گھر قیام فرمایا جب کہ زید حمزہ بن عبدالمطلب اور ابومرثد غنوی کے ساتھ انصاری صحابی کناز بن حصین (یا حصن) کے ہاں مقیم ہوئے۔ ابن سعد کی روایت کے مطابق زید کلثوم بن ہدم یا سعد بن خیثمہ کے مہمان ہوئے۔ آپ کو مدینہ لانے والا راہبر عبداللہ بن اریقط مکہ واپس ہوا تو آپ نے اپنے دونوں آزاد کردہ غلاموں زید بن حارثہ اور ابورافع کو دو اونٹ اور پانسو درہم دے کر اس کے ساتھ بھیجا۔ یہ آپ کی دختران فاطمہ اور ام کلثوم اور ازواج سودہ بنت زمعہ اور عائشہ کو مدینہ لے کر آئے۔ حضرت ابوبکر کی اہلیہ ام رومان، ان کے بیٹے عبداللہ اور زید کے اپنے بیٹے اسامہ بھی ان کے ساتھ مدینۃ النبی پہنچے۔

دار ہجرت پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین و انصار میں مواخات قائم فرمائی تو چند مہاجرین کو بھی ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا۔ آپ نے زید بن حارثہ کو حمزہ بن عبدالمطلب کا دینی بھائی قرار فرمایا۔ اسی لیے جنگ احد کے روز سیدالشہدا حمزہ نے اپنی شہادت کی صورت میں زید کے حق میں وصیت کی۔ کچھ اہل تاریخ نے اس مواخات کی صحت سے انکار کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین و انصار میں موافقت پیدا کرنے کے لیے مواخات قائم فرمائی اس لیے ایک مہاجر کی دوسرے مہاجر سے مواخات کے کوئی معنی نہیں بنتے۔ آپ کا سیدنا علی کو اپنا بھائی قرار دینے کا مطلب یہ تھا کہ وہ بچپن سے اپنے والد ابوطالب کی زندگی ہی میں آپ کے زیر سایہ اور زیر

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

کفالت رہے۔ دوسری روایت کے مطابق اسید بن حضیر زید کے انصاری بھائی تھے۔

۲ھ میں کرز بن جابر فہری نے مدینہ کی چراگاہ میں غارت گری کی تو نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان بدر کے پاس واقع وادیِ سفوان تک اس کا پیچھا کیا۔ اپنی غیر موجودگی میں آپ نے زید بن حارثہ کو مدینہ کا قائم مقام حاکم مقرر فرمایا۔

زید نے بدر اور بعد کے تمام غزوات میں حصہ لیا۔ ان کا شمار چند ماہر تیر انداز صحابہ میں ہوتا ہے۔

۲ھ۔ غزوۂ بدر میں مسلمانوں کے پاس دو گھوڑے اور ستر اونٹ تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، علی اور زید بن حارثہ کے پاس ایک اونٹ تھا جس پر وہ باری باری سوار ہوتے۔ اس یوم فرقان میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو شان دار فتح دی، زید بن حارثہ نے ابوسفیان کے بیٹے حنظلہ کو جہنم واصل کیا۔ دوسری روایت کے مطابق علی، حمزہ اور زید نے مل کر اسے قتل کیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بدر سے مدینہ واپس روانہ ہوئے تو اثیل کے مقام پر عصر کی نماز ادا فرمائی۔ وہیں سے آپ نے بشارت سنانے کے لیے عبداللہ بن رواحہ کو بالائی مدینہ (قبا) اور زید بن حارثہ کو زیریں مدینہ کی طرف بھیجا۔ زید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی عضبا (قصوا) پر سوار اس وقت پہنچے جب عثمان جنت البقیع میں اپنی اہلیہ اور آپ کی صاحبزادی رقیہ کی تدفین کر رہے تھے۔ زید نے منادی کی، عتبہ و شیبہ قتل ہو گئے، امیہ اور ابوجہل مارے گئے، ابوالبختری اور زمعہ جہنم واصل ہوئے، نبیہ و منبہ اپنے انجام کو پہنچے۔ منافقین نے ان کی تصدیق کرنے کے بجائے الٹا کہا، تمھارے صاحب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھی قتل ہو گئے ہیں تبھی تو زید ان کی اونٹنی پر سوار ہو کر لوٹے ہیں۔ یہودیوں نے کہا، زید شکست کھا کر آئے ہیں۔ اسامہ بن زید کہتے ہیں، میں اپنے والد سے تنہائی میں ملا اور مخالفین کی باتوں کے بارے میں پوچھا۔ انھوں نے کہا، میری بات ہی سچ ہے۔

نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحب زادی زینب آپ کی بعثت سے قبل سیدہ خدیجہ کے بھانجے ابوالعاص بن ربیع سے بیاہی ہوئی تھیں۔ آپ کو منصب نبوت عطا ہوا تو ابوالعاص کفر پر قائم رہے۔ انھوں نے جنگ بدر میں مشرکوں کا ساتھ دیا اور مسلمانوں کی قید میں آ گئے۔ مکہ سے بدر کے قیدیوں کا فدیہ آیا تو اس میں زینب کا بھیجا ہوا کچھ مال اور وہ گلوبند بھی تھا جو سیدہ خدیجہ نے ابوالعاص سے شادی کے وقت زینب کو دیا تھا۔ نکلس کو دیکھ کر آپ پر رقت طاری ہو گئی، آپ نے اسے ابوالعاص کو واپس کیا اور اس شرط پر رہائی بھی دے دی کہ وہ زینب کو مدینہ بھیج دیں گے۔ جنگ بدر کے ڈیڑھ ماہ بعد آپ نے زید بن حارثہ اور ایک انصاری صحابی کو مکہ بھیجا اور فرمایا، تم بطن یاجج پہنچ کر رک جانا اور جب زینب آ جائیں تو انھیں ساتھ لے آنا۔ اس مقصد کے لیے اپنی انگوٹھی بھی زید کو دی تا کہ اسے پہچان کر زینب ان

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

کے ساتھ آ جائیں۔ پہلی بار وہ ابوالعاص کے بھائی کنانہ کے ساتھ مکہ سے نکلیں تو ذوطوی کے مقام پر دو مشرکوں ہبار اور فہری نے انھیں جانے سے روک دیا۔ اس موقع پر ابوسفیان نے یہ کہہ کر زینب کو واپس لوٹا دیا کہ کچھ دنوں کے بعد چپکے سے رات کے اندھیرے میں نکل جائیں۔ چنانچہ چند دن گزرنے کے بعد زید نے ایک چرواہے کے ہاتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی بھیجی تو زینب ان کے ساتھ مدینہ روانہ ہو گئیں۔

غزوۂ قردہ (یا فردہ): جنگ بدر کے بعد قریش کو تشویش ہوئی کہ ان کی تجارتی گزرگاہ مدینہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے پرخطر ہو گئی ہے اس لیے شام کے سفر کے لیے متبادل راستہ ڈھونڈنا چاہیے۔ انھوں نے بکر بن وائل کے راہبر فرات بن حیان عجلی کی خدمات حاصل کیں جو جمادی الاولیٰ ۳ھ میں ان کے تجارتی قافلے کو ذات عرق اور غمرہ کے راستے سے لے کر نکلا۔ اس قافلے میں صفوان بن امیہ (یا ابوسفیان)، حویطب بن عبدالعزیٰ اور عبداللہ بن ابوربیعہ چاندی کی ایک بڑی مقدار لے کر سفر کر رہے تھے۔ انھی دنوں نعیم بن مسعود مدینہ آیا ہوا تھا، اس نے اپنے پرانے دوست سلیط بن نعمان سے اس کا تذکرہ کیا تو انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر کر دی۔ آپ نے فوراً زید بن حارثہ کو ایک دستہ دے کر روانہ کر دیا۔ یہ پہلا غزوہ تھا جس میں زید امیر مقرر ہوئے۔ نجد کے ایک چشمے قردہ (فردہ) پر انھوں نے قافلے کو جا لیا، قریش کے لیڈر بھاگ گئے تو زید نے دو آدمیوں کو قید کیا اور مال و اسباب مدینہ لے آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لاکھ درہم مال غنیمت میں سے خمس (پانچواں حصہ: بیس ہزار درہم) رکھ کر باقی مال زید کے دستے میں تقسیم کر دیا۔ قید ہو کر آنے والے فرات نے اسلام قبول کر لیا۔ یہی فرات جنگ خندق میں مشرکوں کا جاسوس بن گیا تو آپ نے اس کے قتل کا حکم دیا لیکن اس نے توبہ کر لی اور بعد میں اچھا مسلمان ثابت ہوا۔

۳ھ۔ جنگ احد کے اگلے دن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم احد کے تمام شرکا حتیٰ کہ زخمیوں کو بھی لے کر مدینہ سے سات میل دور حمراء الاسد کے مقام پر گئے اور تین دن قیام کیا۔ اظہار قوت آپ کا مقصد تھا اسی لیے ابوسفیان کو جو پلٹ کر مسلمانوں پر حملہ کرنا چاہتا تھا مدینہ کا رخ کرنے کی جرات نہ ہوئی۔ واپس لوٹتے ہوئے آپ نے معاویہ بن مغیرہ کو پکڑا جو راستے سے بھٹک گیا تھا۔ اسی نے سیدنا حمزہ کی ناک کاٹی تھی اور ان کی نعش کا مثلہ کیا تھا۔ مدینہ پہنچ کر معاویہ نے حضرت عثمان کے گھر جا کر ان سے امان طلب کر لی۔ ان کے کہنے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تین دن کی مہلت دے دی اور فرمایا، اس کے بعد اگر تو نظر آیا تو تجھے قتل کر دیا جائے گا۔ وہ مدینہ سے نکل کر روپوش ہو گیا، چوتھے دن آپ نے زید بن حارثہ اور عمار بن یاسر کو اس کے پیچھے بھیجا اور فرمایا، وہ زیادہ دور نہیں گیا ہو گا، فلاں جگہ چھپا ہو گا، اسے دیکھتے ہی قتل کر دینا۔ عمار اور زید نے اسے حمات کے مقام پر جا لیا اور اس کی گردن اڑا دی۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

۴ھ،۵ھ۔ہجرت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کی عزت افزائی کے لیے ان کی شادی اپنی پھوپھی زاد زینب بنت جحش سے کی تو ان کے ددھیالی اعزہ، خاص طور پر ان کے بھائی عبداللہ بن جحش نے اس رشتے پر اعتراض کیا۔ ان کا کہنا تھا، زینب بنو اسد کی آزاد عورت ہیں جب کہ زید ایک آزاد کردہ غلام ہیں اس لیے ان دونوں میں کفاءت نہیں۔ خود زینب بھی اس رشتے پر راضی نہ تھیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْراً أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ. (سورۂ احزاب:۳۶)

’’کسی مومن مرد اور مومنہ عورت کے لیے جائز نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کوئی حکم دے دیں تو وہ اپنے معاملے میں خود اختیاری کریں۔‘‘

پر خاموش رہی تھیں۔ اپنے مزاج کی تیزی کی وجہ سے وہ شادی کے بعد بھی اپنے حسب ونسب پر فخر کرتی رہیں اس لیے زید نے انھیں طلاق دینے کا ارادہ کر لیا لیکن پہلے آپ سے مشورہ کیا۔ آپ نے فرمایا، ’امسك عليك زوجك واتق الله ‘۔ اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ (سورۂ احزاب: ۳۷) ایک سال سے کچھ اوپر وقت گزر اتھا اور ابھی کوئی اولاد نہ ہوئی تھی کہ یہ شادی طلاق پر منتج ہوئی۔ تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب کو اپنی زوجیت میں لینے کا فیصلہ کیا اس لیے کہ ایک آزاد کردہ غلام کی مطلقہ کے لیے دوسری شادی دشوار کام تھا۔ اس سے بھی بڑی وجہ یہ تھی کہ اللہ نے خود آپ کو یہ عقد کرنے کا حکم دیا تھا کیونکہ ایک منہ بولے بیٹے کی مطلقہ کی حرمت کو ہمیشہ کے لیے ختم کرنا مقصود تھا۔ اللہ کے ارشاد:

وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ. (سورۂ احزاب:۳۷)

’’آپ اپنے دل میں وہ چھپائے ہوئے تھے جسے اللہ ظاہر کرنے والا تھا اور آپ لوگوں سے خائف ہو رہے تھے‘‘

کا مطلب ہے کہ اللہ کی طرف سے آپ کو وحی آ چکی تھی کہ زینب کو طلاق ہو گی اور آپ کو ان سے نکاح کرنا ہو گا لیکن آپ سمجھتے تھے کہ اس سے کفار و منافقین کو طعن و تشنیع کا موقع ملے گا اس لیے ظاہر نہ فرمانا چاہتے تھے۔ جب زینب کی عدت پوری ہو گئی تو آپ نے زید ہی کو ان کے پاس بھیجا اور فرمایا، جاؤ، اس کے سامنے میرا ذکر کرو۔ زینب آٹے کو خمیر لگا رہی تھیں، زید کہتے ہیں، مجھے ان کا سامنا کرنے کی ہمت نہ ہوئی، اس لیے پیٹھ پھیر کر کہا، زینب! مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمھارے پاس اپنا ذکر کرنے کے لیے بھیجا ہے۔ زینب نے کہا، میں کوئی فیصلہ نہ کروں گی حتیٰ کہ اپنے رب سے مشورہ نہ کر لوں۔ وہ اپنے مصلیٰ کی طرف گئی تھیں کہ قرآن مجید کا حکم نازل ہو گیا۔

www.javedahmadghamidi.org www.al-mawrid.org

کتب تاریخ میں بیان کردہ یہ روایت ہرگز درست باور نہیں کی جا سکتی کہ ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم زید کی غیر موجودگی میں ان کے گھر گئے اور پردہ ہٹنے پر زینب کو دیکھ لیا تو وہ انھیں بھا گئیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اپنی پھوپھی زاد کو بچپن سے لے کر جوانی تک کی تیس سالہ زندگی میں کبھی نہ دیکھا ہو گا کہ زید کے ہاں انھیں دیکھنا کوئی معنی رکھتا؟ اگر یہ واقعہ درست ہوتا تو کیا آپ کی شان نبوت کے خلاف نہ ہوتا کہ معاذ اللہ آپ اپنے صحابہ اور موالی کی منکوحات پر نظر رکھتے ہیں؟ ابن عربی نے ان تمام روایات کو ناقابل التفات (ساقطۃ الاسانید) قرار دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں، زینب (آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد اور آپ کے مولا زید کی اہلیہ ہونے کی وجہ سے) ہر وقت آپ کے ساتھ رہتی تھیں اور ابھی حجاب کا حکم بھی نازل نہ ہوا تھا۔ (اس لیے یکا یک محبت پیدا ہونے کا سوال کیسے پیدا ہو سکتا تھا؟) ایک قلب مطہر کو اس فاسد تعلق سے کیا لینا؟ (احکام القرآن: سورۂ احزاب) قرطبی لکھتے ہیں، یہ روایت کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو زید کی اہلیہ زینب سے (معاذ اللہ) محبت یا عشق ہو گیا تھا کسی ایسے شخص کی وضع کردہ ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عصمت سے ناواقف تھا یا اس نے (جان بوجھ) کر آپ کی حرمت کو پامال کرنا چاہا۔ (الجامع لاحکام القرآن: سورۂ احزاب) ابن کثیر کہتے ہیں، ان اقوال کے غلط ہونے کی وجہ سے ہم ان کا ذکر نہ کرنا ہی مناسب سمجھا ہے۔ (تفسیر القرآن العظیم: سورۂ احزاب) قرآن مجید میں زید کو دیے جانے والے حکم کہ ''اللہ سے ڈرتے رہو'' سے معلوم ہوتا ہے کہ زید سے بھی کوئی فروگزاشت ہوئی ہو گی۔

۶ھ میں زید بن حارثہ نے کئی مہمات کی سربراہی کی، وہ صلح حدیبیہ (۶ھ) میں بھی شریک ہوئے۔ ربیع الثانی ۶ھ میں زید بنوسُلیم کے علاقے جموم گئے جہاں بنومزینہ کی ایک عورت حلیمہ کو قابو کیا۔ اس نے بنوسلیم کے ایک ٹھکانے کی نشان دہی کی۔ زید نے وہاں سے مال ڈنگر حاصل کیے اور کچھ لوگوں کو قیدی بنا لیا۔ جمادی الاولیٰ ۶ھ میں زید پندرہ آدمیوں کا سریہ لے کر مدینہ سے چھتیس میل دور واقع طرف نامی علاقے میں گئے۔ یہ بنوثعلبہ کا مسکن تھا، بدوؤں نے انھیں دیکھا تو اپنے اونٹ چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اسی ماہ زید مدینہ سے چار دن کے سفر کی مسافت پر واقع مقام عیص گئے جہاں شام سے واپس آنے والے قریش کے ایک قافلے پر چھاپا مارا۔ ابن سعد کی روایت کے مطابق ابوالعاص بن ربیع بدر کے بجائے اس سریہ میں قید ہوئے۔

۶ھ ہی میں (یا ۷ھ میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی دحیہ بن خلیفہ کلبی قیصر روم کو آپ کا نامہ پہنچا کر اور اس سے مال و خلعت حاصل کر کے لوٹے تو بنوجذام کی سرزمین حسمی میں وادئ شنار کے مقام پر بنوجذام کی شاخ بنو ضلیع سے تعلق رکھنے والے باپ بیٹے ہنید اور عوص اور ان کے ساتھیوں نے انھیں لوٹ لیا اور چند بوسیدہ کپڑوں کے

www.javedahmadghamidi.org www.al-mawrid.org

سوا کچھ پاس نہ رہنے دیا۔ایک نومسلم قبیلے بنوضبیب نے ان کا پیچھا کر کے لوٹا ہوا مال واپس لے لیا اور دحیہ مدینہ آ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ نے زید بن حارثہ کی قیادت میں پانسو صحابہ کا ایک لشکر روانہ کیا۔ بنوعذرہ کے ایک راہبر کی راہ نمائی میں زید رات کے وقت سفر کرتے اور دن کو اوجھل رہتے۔ فضافض کے مقام پر علی الصبح انھوں نے ہنید اور عوص کو پکڑا اور قتل کر کے ان کا مال و اسباب چھین لیا۔ایک ہزار اونٹ اور پانسو بکریاں ان کے ہاتھ اور سو عورتیں اور بچے قید میں آئے۔ بنوخصیب کا ایک شخص اور بنواحنف (یا اجنف) کے دو آدمی بھی مارے گئے۔ یہ قبیلے صلح حدیبیہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک دعوتی خط ملنے پر ایمان لا چکے تھے۔زید کو اس بات کا علم نہ تھا لیکن جب انھوں نے ان سے سورۂ فاتحہ سن لی تو اعلان کر دیا کہ ان کا مال ہم پر حرام ہے۔تب بھی زید کے ساتھیوں نے توقف کرنے کا مشورہ دیا تو یہ لوگ بنوضبیب کے رفاعہ بن زید کی قیادت میں مدینہ گئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خط دکھایا اور اپنا مال واپس کرنے کی درخواست کی۔آپ نے مقتولوں کے بارے میں تین بار استفسار کیا تو وفد میں شامل ابوزید بن عمرو نے کہا، ان کی دیت رہنے دیں لیکن قیدیوں کو چھوڑ دیں۔آپ نے معاملہ سلجھانے کے لیے حضرت علی کی ذمہ داری لگائی۔ انھوں نے کہا، زید میری بات نہ مانیں گے تب آپ نے اپنی تلوار بطور علامت ان کے حوالہ کی۔حضرت علی نے فحلتین پہنچ کر زید سے ملاقات کی اور تمام مال واپس دلایا۔

رجب ۶ھ میں زید ایک تجارتی قافلہ (یا سریہ) لے کر شام کی طرف روانہ ہوئے۔وادی قریٰ پہنچے تو بنوفزارہ کے لوگوں نے راہ زنی کی، ان کے ساتھیوں کو مارا پیٹا اور سامان تجارت چھین لیا۔زید کے کئی ساتھی شہید ہوئے اور وہ خود بھی زخمی ہو گئے۔ واپسی پر انھوں نے قسم کھائی کہ فزارہ سے دوبارہ جنگ کرنے تک غسل جنابت کی حاجت ہرگز نہ ہونے دیں گے۔رمضان ۶ھ میں ان کے زخم مندمل ہوئے تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ نے انھیں ایک لشکر دے کر روانہ کیا۔زید نے اپنے معمول کے مطابق راتوں کا سفر کیا لیکن بنوفزارہ کی شاخ بنوبدر کو ان کے آنے کی خبر ہو گئی۔صبح سویرے فزارہ کے ٹھکانوں پر پہنچ کر انھوں نے وہاں پر موجود لوگوں کو گھیر لیا اور انھیں ان کے انجام تک پہنچایا پھر بدر کی پوتی ام قرفہ (فاطمہ بنت ربیعہ بن بدر) اور اس کی بیٹی جاریہ بنت مالک کو قید کر لائے۔ام قرفہ کو اپنے قبیلے میں بہت عزت دار سمجھا جاتا تھا حتی کہ 'اعز من ام قرفہ' (ام قرفہ سے زیادہ عزت دار) ضرب المثل بن گئی۔زید کے کہنے پر قیس بن مسحر نے اسے بری طرح قتل کیا کیونکہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے کے لیے اپنے بیٹوں اور پوتوں پر مشتمل چالیس گھڑ سواروں کا دستہ تیار کیا تھا۔اس کی بیٹی سلمہ بن اکوع کی قید میں آئی تو انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کر دی۔آپ نے اپنے ماموں حرب (یا حزن) بن ابووہب کو عطیہ

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

کر دی۔ اسی سے عبداللہ بن حرب (یا عبدالرحمان بن حزن) پیدا ہوئے۔ شعبان ۶ ھ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بنو خزاعہ کی شاخ بنو مصطلق کے خلاف کارروائی کرنے کے لیے ان کے چشمہ مریسیع گئے تو زید بن حارثہ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا اس لیے وہ اس غزوہ میں حصہ نہ لے سکے۔ دوسری روایت کے مطابق زید بن ثابت قائم مقام حاکم مقرر ہوئے۔ ابن ہشام نے زید کے ایک اور سریے کا ذکر کیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں حضرت علی کے آزاد کردہ غلام ضُمیرہ کے ساتھ مدین بھیجا، یہ مصر کے سرحدی علاقے مینا کے کچھ لوگ پکڑ کر لائے۔ کچھ قیدی دوسرے علاقوں کے تھے۔ انھیں الگ الگ کر کے بانٹا گیا تو رونے لگ گئے تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اکٹھا رکھنے کا حکم دیا۔

آپ نے حارث بن عمیر کی سربراہی میں ایک وفد کو شاہ بُصری کے نام خط دے کر بھیجا۔ یہ وفد شام کے سرحدی علاقے بلقا کے مقام موتہ سے گزر رہا تھا کہ وہاں کے حاکم شرحبیل بن عمرو غسانی نے حارث کا گلا گھونٹا اور باقی ارکان کو بھی شہید کر دیا۔ ایلچیوں کو راہ داری دینے کے بجائے قتل کر دینا سفارتی آداب کی صریح خلاف ورزی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی ایلچی کو قتل کیے جانے کا یہ پہلا اور آخری واقعہ تھا اس لیے آپ نے شہدا کا بدلہ لینا اور شرحبیل کی تادیب کرنا ضروری سمجھا۔ تین ہزار کا لشکر تیار کر کے زید بن حارثہ کو اس کا امیر مقرر کیا۔ روانگی کے وقت آپ خود لشکر میں تشریف لے گئے اور زید کو سفید علم عطا کیا اور لشکر کے لیے دعائے خیر و برکت کی۔ مزید فرمایا: ''اگر زید شہید ہوئے تو جعفر بن ابوطالب امیر ہوں گے، اگر جعفر شہادت پا گئے تو عبداللہ بن رواحہ ان کی جگہ لیں گے۔ وہ بھی شہادت سے سرفراز ہوئے تو مسلمان باہمی رضامندی سے اپنا امیر چن لیں'' پھر ثنیۃ الوداع کے مقام پر انھیں الوداع کہا۔ ایک یہودی نعمان بن فنحص اس وقت موجود تھا۔ اس نے زید سے کہا، اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں تو تم ہرگز زندہ نہ لوٹو گے کیونکہ بنی اسرائیل کے نبی اس طرح جب کسی کا نام لے لیتے تھے تو وہ ضرور شہید ہو جاتا تھا۔

جمادی الاولیٰ ۸ ھ میں مدینہ سے چل کر یہ لشکر وادئ قریٰ پہنچا تو زید نے چند روز رک کر دشمن کے متعلق معلومات فراہم کیں۔ شام کے علاقے معان پہنچنے پر معلوم ہوا کہ ہرقل (یا اس کے بھائی) کی قیادت میں ایک لاکھ کی رومی فوج مآب پہنچ گئی ہے۔ لخم، جذام، قین، بہرا اور بلی قبائل کے ایک لاکھ افراد بھی مالک بن رافلہ (یا زافلہ) کی قیادت میں رومیوں کا ساتھ دے رہے ہیں۔ زید بن حارثہ نے اپنے ساتھیوں سے مشاورت کی تو یہ رائے سامنے آئی کہ اس تازہ صورت حال میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم آنے تک مزید پیش قدمی نہ کی جائے۔ عبداللہ بن رواحہ نے زور دیا کہ آپ کا حکم صادر ہو چکا ہے، ہمیں اعداد و شمار دیکھنے کے بجائے اسی کو بجا لانا چاہیے، دو روز کے توقف کے بعد اسی

www.javedahmadghamidi.org
www.al-mawrid.org

رائے پر عمل کرنے کا فیلہ ہوا۔جیش اسلامی دوبارہ روانہ ہوا،عبداللہ بن رواحہ نے عربی نحو کی کتابوں میں کثرت سے نقل کیا جانے والا اپنا یہ مشہور رزمیہ شعر (رجز) اسی سفر میں پڑھا۔

یـا زیـد زیـد الیـعـمـلات الذبل　　تـطـاول الیل عـلیك فـانـزل

(اے زید (بن ارقم)! زید (بن ارقم)! قوی تیز رفتار اونٹ چلتے چلتے سست پڑ گئے ہیں،تم پر رات لمبی ہو گئی ہے، اس لیے اتر کر حدی خوانی کر لے)

'المفصل' میں زمخشری نے سیبویہ کا تتبع کرتے ہوئے اس شعر کو نام لیے بغیر جریر کے ایک بیٹے کی طرف منسوب کیا ہے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ یہ ابن رواحہ کا ہے۔زید بن ارقم بھی غزوۂ موتہ میں شریک تھے،انھی کو مخاطب کر کے عبداللہ نے یہ رجز پڑھا۔کچھ لوگوں نے زید سے ابن حارثہ کو مراد لیا ہے جو درست نہیں کیونکہ ایک سپہ سالار کا کام نہیں کہ اونٹوں کو ہانک کھینچ کر دوڑائے اور ان کے لیے حدی پڑھے۔

اردن کے مشرق میں واقع قصبے موتہ میں رک کر زید بن حارثہ نے لشکر کی ترتیب درست کی،بنوعذرہ کے قطبہ بن قتادہ کو میمنہ کا اور عبایہ بن مالک انصاری کو میسرہ کا کمانڈر مقرر کیا۔بحیرۂ مردار کے ساحل پر سرزمین بلقا میں مشارف کے مقام پر دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا۔چھ دن تک زید ضرب وفرار (hit and run) کے اصول پر رومی فوج پر حملہ آور ہوتے رہے۔کبھی ایک مقام پر،کبھی دوسری جگہ سے،کبھی سامنے سے،کبھی پہلو سے آتے،دشمن کو جوابی کارروائی کا موقع نہ دیتے اور صحرا میں غائب ہو جاتے۔ساتویں دن وہ سامنے (front) سے نمودار ہوئے،جونہی رومی فوج کے پرے (phalanxes) بڑھنے لگے،زید نے پسپائی (withdrawl) اختیار کر لی۔رومی بازنطینی فوج نے ان کا پیچھا کیا لیکن دو لاکھ کی فوج عجلت میں اپنی ترتیب قائم نہ رکھ سکی۔موتہ کے مقام پر زید نے پلٹ کر بھرپور حملہ کرنے کا حکم دیا۔سو صفوں پر مشتمل رومی لشکر کا ایک چھوٹا سا حصہ ان کا ہدف بنا جو حملے کی تاب نہ لا سکا۔رومیوں نے راہ فرار پکڑی اور اپنے لشکر ہی کو روندتے ہوئے کھلے میدان کی طرف بھاگے۔مسلمان سپاہی ان کے پیچھے پیچھے تھے۔زید بن حارثہ پر چاروں طرف سے وار ہو رہے تھے،زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ وہ گھوڑے سے گر پڑے اور شہادت سے سرفراز ہوئے۔فرمان نبوی کے مطابق جعفر بن ابوطالب فوراً آگے بڑھے،اپنے سرخ گھوڑے سے اتر کر اسے ذبح کیا اور علم تھام کر پیادہ ہی لڑنا شروع کر دیا۔انھوں نے نوے (بخاری، ۴۲۶۰: پچاس) سے زائد زخم کھائے،پہلے ان کا دایاں پھر بایاں بازو کٹا لیکن وہ جان فشانی سے آخر دم تک لڑتے رہے اسی لیے انھیں ذوالجناحین (دو پروں والا، یہ پر جنت میں عطا ہوں گے) کا لقب ملا۔اب عبداللہ بن رواحہ نے علم تھاما اور رجز

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

پڑھتے ہوئے آگے بڑھے۔ ان کی قیادت میں جیش اسلامی ہزاروں رومیوں کو دھکیلے جا رہا تھا لیکن وہ بھی شہید ہو گئے تو ثابت بن اقرم نے علم اسلامی بلند کیا۔ اسی اثنا میں جب فوج اپنا کمانڈر چننا چاہتی تھی، خالد بن ولید سامنے آئے اور کمان سنبھال لی۔ انھوں نے فیصلہ کیا کہ منظّم پسپائی کے ذریعے میدان جنگ چھوڑا جائے اور مدینہ کو مراجعت اختیار کی جائے۔ اگلے دن انھوں نے لشکر کی ہیئت بدل دی، ساقہ کی جگہ مقدمہ اور مقدمہ کی جگہ ساقہ کو کر دیا، میمنہ و میسرہ کو بھی ادل بدل دیا۔ رومیوں کو مسلمانوں کے ہاتھ پہلے پرچم دکھائی نہ دیے اور فوج کی ترتیب بھی بدلی بدلی نظر آئی تو گمان کیا کہ اسلامی فوج میں نئی کمک آ گئی ہے۔ اصل میں یہ وہ چھوٹے چھوٹے دستے تھے جو خالد نے ظلمت شب میں پیچھے بھیج دیے تھے اور وہ دن چڑھے ان کی ہدایت کے مطابق ایک ایک کر کے جنگ میں دوبارہ شامل ہوئے۔ دشمن کا مورال گر گیا تو خالد نے اگلا پورا دن دفاع کمزور نہ ہونے دیا، رات ہوئی تو وہ اپنی فوج کو بحفاظت نکال لائے۔ جاتے جاتے مسلمانوں نے رومی میسرہ کے عرب کمان دار مالک بن زافلہ کو جہنم واصل کیا۔ رومی فوج نے خالد کی واپسی کو بھی ایک چال سمجھا اور پیچھا نہ کیا۔ مدینہ پہنچنے پر کچھ لوگوں نے کہا، راہ حق کی جنگ سے انھیں واپس نہیں آنا چاہیے تھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ بھاگے ہوئے نہیں ہیں، اللہ نے چاہا تو پھر لڑیں گے۔ یہ ابن اسحاق کی روایت تھی، واقدی اور بیہقی کا اصرار ہے کہ خالد نے تین ہزار کے لشکر کے ساتھ رومیوں اور عربوں کی مشترکہ دو لاکھ کی فوج کو شکست سے دوچار کیا۔ وہ دلیل میں بخاری کی ذیل میں درج کردہ روایت کو پیش کرتے ہیں جس میں فتح صریح کا ذکر ہے۔ ابن کثیر کہتے ہیں، جب خالد نے فوج کی ترتیب میں تبدیلی کی تو اللہ نے انھیں فتح سے سرفراز کیا۔ وہ مزید وضاحت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ ''یہ بھاگے ہوئے نہیں ہیں'' ان معدودے چند افراد (مثلاً سلمہ بن ہشام، عبداللہ بن عمر) کے بارے میں تھا جو فرار ہوئے، فوج کی اکثریت ثابت قدم رہی تھی۔ حیرت کی بات ہے کہ اہل ایمان اور کفار کی فوجوں میں اس قدر تفاوت ہونے کے باوجود جنگ موتہ میں کل بارہ مسلمان شہید ہوئے۔

مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ موتہ کے شہدا کی خبر ملی تو رونے لگے اور فرمایا، وہ میرے بھائی، مجھ سے انس رکھنے والے اور میری باتیں کرنے والے تھے۔ بخاری کی روایت ہے، آپ منبر پر تشریف لائے۔ شہدا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا، ''علم زید نے تھاما اور شہید ہو گئے پھر جعفر نے پکڑا اور شہادت پائی۔ اس کے بعد یہ ابن رواحہ کے ہاتھ آیا، انھوں نے بھی جام شہادت نوش کیا، آخر کار علم اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار (خالد) نے پکڑا اور اللہ نے انھیں فتح دی۔'' یہ بیان کرتے ہوئے آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ آپ نے زید، جعفر اور عبداللہ

www.javedahmadghamidi.com

کے لیے دعائے مغفرت کی اور فرمایا، اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو، وہ جنت میں دوڑتا ہوا داخل ہو گیا ہے۔ زید کی بیٹی نے آپ کے سامنے آہ وزاری کی تو آپ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے، اسامہ آپ کے سامنے آئے تو بھی آپ کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو گئیں۔ سعد بن عبادہ نے کہا، یارسول اللہ! اتنی رقت کیوں؟ فرمایا، یہ ایک دوست کی اپنے محبوب دوست سے محبت ہے۔ شہادت کے وقت زید بن حارثہ کی عمر ۵۵ سال تھی۔

زید بن حارثہ کی شہادت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رومیوں سے فیصلہ کن جنگ کا ارادہ فرما لیا چنانچہ غزوۂ تبوک اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی۔

زید بن حارثہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دس سال چھوٹے تھے۔ ان کا قد چھوٹا، رنگ گہرا سیاہ اور ناک چپٹی تھی۔ ایک دوسری روایت میں بالکل برعکس بیان ہوا ہے کہ زید گورے چٹے تھے البتہ ان کے بیٹے اسامہ سیاہ رنگ کے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی مجزز بن اعور کا تعلق بنو کنانہ کی شاخ بنو مدلج سے تھا، ان کے دو بیٹے علقمہ اور وقاص بھی صحابہ میں شامل تھے۔ اگرچہ قریش میں بھی چند قیافہ دان موجود تھے لیکن علم قیافہ کی مہارت رکھنے میں بنو مدلج اور بنو اسد خاص طور سے مشہور تھے۔ سیدہ عائشہ فرماتی ہیں، ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر آئے تو بڑے مسرور تھے، آپ کا چہرہ دمک رہا تھا، فرمایا، تمھیں معلوم ہے، مجزز مدلجی میرے پاس آئے تو اسامہ اور زید لیٹے ہوئے تھے۔ انھوں نے چادر سے اپنے سر ڈھانپ رکھے تھے اور ان کے پاؤں نظر آ رہے تھے۔ مجزز نے دیکھ کر کہا، یہ دونوں پاؤں ایک دوسرے سے گہرا (نسبی) تعلق رکھتے ہیں۔ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کو بیٹوں کی طرح رکھا ہوا تھا۔ جس طرح ہر شخص اپنی اولاد سے دلی لگاؤ رکھتا ہے اور ان کی چھوٹی چھوٹی باتوں سے خوش ہوتا ہے ایسے ہی خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم زید اور اسامہ کے بارے میں مجزز کے اس تبصرے سے بہت خوش ہوئے اور فوراً سیدہ عائشہ سے اس کا ذکر کیا۔ دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ زید کا رنگ صاف اور ان کے بیٹے اسامہ کا سیاہ ہونے کی وجہ سے کچھ لوگوں نے طعن زنی کی تھی۔ مجزز کی قیافہ شناسی سے نسب کے ان ماہرین کو خاموش ہونا پڑا کیونکہ عرب اس علم پر اعتقاد رکھتے تھے اور اسلام نے ان کے اعتقاد کو باطل قرار نہ دیا تھا۔

قرآن مجید میں زید کے علاوہ کسی صحابی کا نام صراحۃً مذکور نہیں ہوا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَلَمَّا قَضَى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَراً زَوَّجْنَاكَهَا لِكَيْ لَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِيْ أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَراً. (سورۂ احزاب: ۳۸)

’’اور جب زید نے اس (زینب) سے علیحدگی کا ارادہ پورا کر لیا تو ہم نے آپ سے اس کا بیاہ کر دیا تاکہ اہل ایمان کے لیے اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں میں حرمت نہ رہے حالانکہ وہ ان سے اپنی

حاجت پوری کر چکے ہوں۔''

سورۂ احزاب کی آیات ۴ تا ۶ میں لے پالک بیٹوں کو ان کے اصل باپوں کے نام سے پکارنے کا حکم آیا ہے، اولاً اس فرمان کا اطلاق بھی زید بن حارثہ پر ہوا۔ ان کے علاوہ آیت ۴۰

مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ	''محمد تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، وہ تو اللہ کے
وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ.	رسول اور نبیوں کے سلسلے کا اختتام کرنے والے ہیں۔''

بھی زید کے بارے میں نازل ہوئی۔

زید بن حارثہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب (حِب رسول اللہ) کہا جاتا تھا۔ آپ کا ارشاد ہے، ''مجھے لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جس پر اللہ نے انعام کیا اور میں نے بھی اس پر انعام و اکرام کیا۔'' مراد زید بن حارثہ ہیں جنھیں اللہ نے نعمت اسلام سے سرفراز کیا اور قرآن مجید میں نام لے کر ان کا ذکر کیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد کر کے ان پر احسان کیا۔ پہلے اپنی باندی برکت پھر پھوپھی زاد زینب سے ان کی شادی کی اور غزوۂ موتہ میں امارت دیتے ہوئے اپنے چچیرے جعفر بن ابوطالب پر مقدم رکھا۔ برا بن عازب کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید سے فرمایا، ''تو میرا بھائی اور میرا مولا ہے۔'' زید کے پوتے محمد بن اسامہ سے مروی ہے، آپ نے زید بن حارثہ کو ارشاد فرمایا، زید! تو میرا مولا (ساتھی، رشتہ دار) ہے، مجھ سے ہے، میری طرف منسوب ہے اور سب لوگوں سے زیادہ مجھے محبوب ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا، اللہ کی قسم! زید امارت کے لیے موزوں تھا۔ وہ میرے محبوب ترین انسانوں میں سے تھا۔ واقعۂ معراج کے ضمن میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں داخل ہوئے تو ایک سرخ و سیاہ ہونٹوں والی دوشیزہ دیکھی۔ آپ نے پوچھا، تو کس کو ملے گی؟ تو اس نے کہا، زید بن حارثہ کو۔ حضرت علی روایت کرتے ہیں، میں، جعفر بن ابوطالب اور زید بن حارثہ نبئ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ آپ نے زید کو کہا، تو میرا مولا ہے تو وہ خوشی سے پھدکنے لگے۔ جعفر کو ارشاد کیا، تو جسم کی بناوٹ اور اخلاق میں میرے مشابہ ہے تو وہ زید کے پیچھے ہو کر مارے فرحت کے اچھلنے لگے۔ پھر مجھ سے فرمایا، تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں تو میں جعفر کی اوٹ لے کر کدکنے لگا۔ سیدہ عائشہ فرماتی ہیں، زید بن حارثہ (وادی قریٰ میں بنو فزارہ کو ان کے انجام تک پہنچا کر) مدینہ لوٹے (تو سیدھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے)، آپ میرے حجرے میں تھے۔ زید نے دروازہ کھٹکھٹایا، اس وقت آپ نے پورے کپڑے نہ پہنے ہوئے تھے لیکن لپک کر اس حالت میں ان کی طرف بڑھے کہ چادر گھسٹ رہی تھی۔ آپ نے ان کو گلے لگا کر بوسہ لیا اور غزوۂ (ام قرفہ) کے واقعات سنے۔

خلیفۂ ثانی عمر بن خطاب نے اسامہ بن زید کا وظیفہ ساڑھے تین ہزار اور اپنے بیٹے عبداللہ کا تین ہزار درہم مقرر

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

کیا تو انھوں نے اعتراض کیا۔ آپ نے اسامہ کو مجھ پر کیوں ترجیح دی حالانکہ وہ کسی موقع پر مجھ سے آگے نہیں بڑھا۔ عمر نے جواب دیا، اس لیے کہ زید بن حارثہ تیرے باپ سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب تھے اور اسامہ تم سے بڑھ کر آپ کو پیارا تھا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب کو اپنے محبوب پر ترجیح دی ہے۔

زید کے بھائی جبلہ بن حارثہ سے پوچھا گیا، تم بڑے ہو یا زید؟ انھوں نے جواب دیا، زید، حالانکہ میں پہلے پیدا ہوا تھا۔ ہماری والدہ فوت ہوئی تو ہم دادا کی پرورش میں آ گئے وہاں سے چچا مجھے لے گئے۔ زید سیدہ خدیجہ کے پاس پہنچ چکے تھے اور انھوں نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کر دیا تھا۔ (اس طرح وہ مرتبہ میں مجھ سے بڑے ہو گئے)۔ ایک بار جبلہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ زید کو ان کے ساتھ بھیج دیا جائے۔ آپ نے فرمایا، اگر وہ تمھارے ساتھ جانا چاہے تو میں نہ روکوں گا لیکن زید نے جانے سے انکار کر دیا۔ وفا زید بن حارثہ کا نمایاں وصف تھا۔

ایک بار زید بن حارثہ نے طائف کے ایک شخص سے خچر کرایے پر لیا۔ اس نے شرط رکھی کہ وہ انھیں اپنی مرضی والی جگہ پر اتارے گا۔ پھر وہ زید کو ایک ویرانے میں لے گیا اور اترنے کو کہا۔ انھوں نے دیکھا کہ وہاں بہت سے لوگ قتل کر کے پھینکے ہوئے ہیں۔ خچر والے نے زید کو بھی مارنا چاہا تو انھوں نے کہا، مجھے دو رکعتیں پڑھ لینے دو۔ اس نے کہا، پڑھ لو، پہلے پڑے ہوئے ان مقتولوں نے بھی نماز پڑھی تھی لیکن ان کی نماز نے انھیں کوئی فائدہ نہ پہنچایا۔ زید کہتے ہیں، میں نے نماز ادا کر لی تو وہ مجھے قتل کرنے کے لیے بڑھا۔ میں پکارا، یا ارحم الراحمین! تو اسے آواز آئی، اسے قتل نہ کرو۔ وہ ڈر گیا اور آواز دینے والے کو ڈھونڈنے لگا۔ کچھ نہ ملا تو پھر میری طرف لپکا۔ میں نے پھر یا ارحم الراحمین کی صدا لگائی تو پھر پلٹ گیا۔ تیسری مرتبہ بھی ایسا ہوا تو مجھے ایک گھڑ سوار ہاتھ میں آہنی نیزہ پکڑے کھڑا نظر آیا، نیزے کے سرے پر آگ کا شعلہ لپک رہا تھا۔ گھڑ سوار نے وہ نیزہ خچر والے کی پشت میں گھونپ دیا جس سے وہ فوراً ہلاک ہو گیا۔ اسے انجام تک پہنچانے کے بعد اس غیبی انسان نے بتایا، جب تو نے پہلی دفعہ یا ارحم الراحمین پکارا تو میں ساتویں آسمان میں تھا۔ دوسری دفعہ صدا لگائی تو میں آسمان دنیا پر آ چکا تھا، تمھاری تیسری پکار پر میں تمھارے پاس موجود تھا۔ قتل سے پہلے دو رکعتیں ادا کرنے کی سنت پر زید سے پہلے خبیب بن عدی (غزوۂ رجیع میں) عمل پیرا ہو چکے تھے۔ پھر عہد معاویہ میں حجر بن عدی نے اس پر عمل کیا۔

کئی بار ایسا ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے باہر تشریف لے گئے اور زید بن حارثہ کو اپنا نائب حاکم مقرر فرمایا۔ سیدہ عائشہ فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے جس سریہ میں زید کو بھیجا، امیر ہی بنایا۔ اگر آپ کی

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

رحلت کے وقت زندہ ہوتے تو ضرور ان کو خلیفہ مقرر فرماتے۔ سلمہ بن اکوع بتاتے ہیں، میں سات غزوات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں اور کچھ سرایا میں زید بن حارثہ کے ساتھ شریک رہا۔ آپ انھی کو ہمارا امیر مقرر فرماتے۔ جن جنگوں میں زید نے شرکت کی، ان کے نام یہ ہیں، غزوۂ قَردہ (یا فردہ)، غزوۂ جموم، غزوۂ عیص، غزوۂ طرف، غزوۂ حسمیٰ، غزوۂ ام قرفہ۔ غزوۂ موتہ آخری غزوہ تھا جس میں زید بن حارثہ نے شرکت کی، یہ ۸ھ میں ہوا، اسی میں وہ اہل ایمان کی قیادت کرتے ہوئے شہادت سے سرفراز ہوئے۔ وفات سے قبل آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ بن زید کی سپہ سالاری میں ایک لشکر کو شام کے سرحدی علاقے بلقا کی طرف روانہ ہونے کا حکم دیا۔ یہ وہی جگہ تھی جہاں ان کے والد زید شہید ہوئے تھے۔ اس موقع پر کچھ لوگوں نے اسامہ کے کم عمر ہونے اور کبار مہاجرین وانصار ان کے ماتحت ہونے کی طرف توجہ دلائی تو آپ مسجد میں تشریف لائے اور منبر پر بیٹھ کر فرمایا: تم نے اگر اسامہ کی امارت پر اعتراض کیا ہے (تو کیا؟) اس پہلے اس کے باپ کی سربراہی پر بھی معترض ہوتے رہے ہو۔ اللہ کی قسم! زید امارت کے لائق تھا اور مجھے سب سے بڑھ کر محبوب تھا۔ اللہ کی قسم! زید کے بعد اسامہ مجھے سب سے زیادہ پیارا ہے، میں اسی کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ تمھارے نیکوکاروں میں ہے۔

زید نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ ان سے روایت کرنے والوں میں شامل ہیں، انس بن مالک، برا بن عازب، عبداللہ بن عباس، ان کے بھائی جبلہ بن حارثہ اور بیٹے اسامہ۔ تابعین میں سے علی بن عبداللہ بن عباس، ہزیل بن شرحبیل اور ابوعالیہ نے ان سے مرسلہ روایتیں بیان کی ہیں۔ صحیح بخاری میں زید بن حارثہ سے مروی ایک روایت موجود ہے۔

مطالعۂ مزید: السیرۃ النبویہ (ابن ہشام)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، تاریخ الامم والملوک (طبری)، الاغانی (ابوفرج اصفہانی)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبدالبر)، الکامل فی التاریخ (ابن اثیر)، تہذیب الکمال فی اسماء الرجال (مزی)، البدایہ والنہایہ (ابن کثیر)، سیر اعلام النبلا (ذہبی)، فتح الباری (ابن حجر)، الاصابہ فی تمییز الصحابہ (ابن حجر)، صور من حیاۃ الصحابہ (عبدالرحمان رافت پاشا)، اردو دائرۂ معارف اسلامیہ (مقالہ جات: گلزار احمد، V.Vacca)، معارف القرآن، سورۂ احزاب (مفتی محمد شفیع)، تدبر قرآن، سورۂ احزاب (امین احسن اصلاحی)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org